اداریہ:

جنرل پرویز مشرف کی پہلے دن سے طے شدہ دیانت دارانہ حکمت عملی یہی تھی جس کا وہ اظہار کر رہے ہیں۔ اصل مسئلہ ہمارے دینی حلقوں کی سادگی اور سادہ لوحی کا ہے جو نواز شریف کی مخالفت میں پرویز مشرف کا بھرپور خیر مقدم کر رہے تھے اور ایک نئی صبح کے طلوع ہونے کا منظر دیکھ رہے تھے۔ اس غلطی کا ارتکاب اُس وقت بھی کیا گیا جب یحییٰ خان، جنرل ضیاء الحق نے ملک پر قبضہ کیا۔ معین قریشی نے وزارت کا منصب سنبھالا تو ان کا بھی خیر مقدم کیا گیا۔ عارضی، وقتی، سطحی اور سیاسی معاملات میں الجھ کر حقیقی خطرات کا ادراک نہیں کیا گیا۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں یہ توفیق بخشی کہ ساحل ان سیاسی تبدیلیوں کے عمل میں جذبات کا شکار ہونے کے بجائے حقیقتِ حال ملت کے سامنے پیش کرتا رہا۔ غلطیاں انسانوں سے ہوتی ہیں لیکن غلطیوں کا ادراک، ان کا بروقت احساس، اس احساس کے نتیجے میں ندامت اور پھر غلطی کے ازالے کی دیانت دارانہ کوشش نہایت ضروری ہے۔ ہمیں دکھ ہے کہ اس طرف کوئی توجہ نہیں ہے، سب مہر بہ لب ہیں، سکتے کی کیفیت ہے، کسی کو جرأت نہیں ہے کہ اپنے گریبان کا پرچم کھول دے اور جرأت کے ساتھ یہ کہہ سکے کہ ''جنرل صاحب اس ملک میں کپڑے پہننے کی تو آزادی ہے کپڑے اتارنے کی آزادی نہیں ہے''۔ ساحل کا شروع سے یہ مؤقف رہا ہے کہ مذہبی حلقوں کو فوج سے بہت زیادہ امیدیں باندھنی نہیں چاہئے۔ افسوس کہ اس مشورے کو خاص اہمیت نہیں دی گئی۔ نومبر ۱۹۹۹ء میں پرویز مشرف کی آمد پر ہم نے لکھا تھا ''طلوعِ سحر کا منظر تو دور کی بات ہے اب تو امکانِ سحر بھی نہیں ہے۔ جنرل مشرف نے سوچ سمجھ کر اپنے اردگرد مغربی دانشوروں کی نسل کو جمع کر رکھا ہے۔ یہ وہ نسل ہے جس کے فکر و نظر کے دھارے مغرب سے شروع ہو کر مغرب پر ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ تاریخ میں پہلی مرتبہ افطار کے وقت دینی اصلاحی پروگرام کے بجائے مغربی ثقافت کی پیروی میں بچوں کے لیے ناچ گانوں کے بے ہودہ پروگرام عین افطار کے وقت نشر کیے جائے رہے ہیں.......... کمال ازم کی نسل صدیوں کا سفر لمحوں میں طے کرنا چاہتی ہے''۔ [ساحل دسمبر ۱۹۹۹ء] اس کے بعد بھی ایک سال تک اس مؤقف کی تشریح، تفصیل و تفسیر لکھی جاتی رہی مگر ہماری دینی قیادت طلوعِ آفتاب کی منتظر رہی اور کوئی جامع حکمت عملی مرتب نہیں کر سکی۔

غم واندوہ کی اس کیفیت سے نکل کر تدبر و تفکر ضروری ہے۔ نئی حکمت عملی وقت کا تقاضہ ہے، وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا جنھوں نے خوش گمانی میں پچاس برس گزار دیے ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس زیاں کا ازالہ بھی کریں۔ پروردگارِ عالم ہمارے نامۂ اعمال دیکھ رہا ہے۔ اگر ہم آج بھی مصلحتوں کا شکار رہے اور عارضی مفادات کی تلاش میں رہے تو ہمارے افسانے صرف تاریخ میں رہ جائیں گے۔